معاشی مساوات کا اسلامی نظریہ

دوسری قسط

از (مولانا) مفتی احسان اللہ
جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

☆فصل اول☆

☆اشتراکیت کی تعریف:۔

شیخ التفسیر والحدیث مولانا حافظ محمد ادریس صاحبؒ فرماتے ہے۔''اشتراکیت اس نظام سیاسی و معاشی کا نام ہے۔کہ جس کی بنیاد پر ملک کے افراد کو بھی اپنی حاصل کردہ دولت پر ذاتی ملکیت اور خود مختارانہ تصرف کا کوئی حق حاصل نہ ہو۔حصول دولت کے تمام ذرائع اور مسائل خواہ وہ زراعت سے متعلق ہوں یا صنعت وحرفت سے وہ سب حکومت کی ملک ہوں۔اور حکومت اپنی صوابدید پر اس کی تقسیم کا انتظام کرے۔تا کہ ملک سے شخصی اور انفرادی جائداد کا خاتمہ ہو جائے۔اور آمدنی پر اتنا ٹیکس لگایا جائے۔کہ سرمایہ کاری کی بیخ کنی میں معین ومددگار ہوں''۔(کتاب۔اسلام اور اشتراکیت۔مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلویؒ ص۳ میرامینشن نارتھ روڈ لاہور)

مطلب یہ ہے۔کہ اللہ رب العزت نے درجوں میں جو تفاوت کا نظام مقرر فرمایا ہے۔وہ ختم ہو جائے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:''کہ اشتراکیت میں انفرادی ملکیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔اس لئے اس میں تقسیم دولت صرف اُجرت کی شکل میں ہوتی ہے۔اس کے خلاف اسلامی نظریۂ تقسیم دولت کے جو اصول ہیں۔ان کی روشنی میں کائنات کی تمام اشیاء اصلاً اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔اور جن اشیاء پر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔وہ وقف عام ہے۔ہر انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔اور ان کا وہ بھی مساوی حقدار ہے۔(اسلام کا نظام تقسیم دولت مفتی محمد شفیع وفات ۱۰ شوال ۱۳۹۶ھ ص۹۳۔مکتبہ دارالعلوم کراچی)

خزینہ بصیرت میں ہے: کہ اشتراکیت کی معنی ہے۔کہ ہر چیز سب انسانوں کی مشترک ہے۔یہ ایک ایسا نظام ہے۔جو معاشرہ کے مختلف طبقات میں تخریب کاری کے ذریعے امتیاز ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔اشتراکیت کے بنیادی اصول دو ہیں۔پہلا یہ کہ ملک کے تمام وسائل پر قبضہ کیا جائے۔اور دوسرا یہ کہ ملک میں ایک ایسی سیاسی حکومت ہو۔جو اپنی ہی جماعت میں سے تحریک کے وفادار شخصیتوں کو حکومت میں شامل کر کے اس نظام کو چلایا جائے۔اشتراکیت کے نام میں بہت بڑا فریب ہے۔اور لوگ غلط فہمی میں ہونے کی وجہ سے اسے جنت سماوی سمجھنے لگے ہیں۔یہ تحریک یہودی انداز فکر کی مرہونِ منّت ہے۔اور بڑے بڑے یہودیوں کے افکار و اختراع کا نتیجہ ہے۔کارل مارکس جو اس تحریک کے بانی ہے۔صیہونیت کا سرگرم کارکن اور روسی پروفیسر عالم تھا۔یہ تحریک انتہا پسند انقلابی جماعت کے نام سے مشہور ہوئی۔اس تحریک کے کارکن عالمی صیہونیت کے تکمیل کی خاطر کسی بھی علاقے کے اجتماعی نظام خواہ سیاسی ہو، یا دینی

،فکری ہو یا اقتصادی کو زیر زبر کرنے اور عوام الناس کو گمراہ کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کارل مارکس کے علاوہ اس تحریک کے دوسرے قائدین منسلا لڑانسلی لیسیں رہو مسارف یہودی صیہونی اور رومی نسل تھے (کتاب خزینہ بصیرت جلد ۱۲ اا اسلام اور مغربی تحریکات ص ۳۳ مرتبہ مفتی عبدالرحمٰن۔ مکتبہ صدیقی ٹرسٹ کراچی)۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ فرماتے ہیں: کہ سوشلزم کا اغاز اٹھارویں صدی کے آخر میں ہوا۔ ہیگل نے اس کو ایک علمی نظریہ کے شکل میں پیش کیا۔ اور اقتصادی امور میں قرار دیا۔ اور اس کے اس نظریہ کو اقتصادی زندگی بخشنے بلکہ معاشرتی اصول بنائے۔ اور تمدنی پروگرام میں ڈالنے والا شخص کارل مارکس ہے۔ اور فریڈرک انگلر کی علمی و عملی جدو جہد کا بھی اس تحریک میں بہت زیادہ دخل ہے۔

(اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔ ص ۴۳۴ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ پاکستان)

☆اسلامی معاشی مساوات اور اشتراکیت میں فرق:

اشتراکیت (سوشلزم) کی تعریف سے اس بات کی وضاحت ہوگی۔ کہ اشتراکیت کے نظام میں کس قدر اسلام دشمنی چھپی ہوئی ہے۔ اور اشتراکیت کے لہجہ میں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس کا فرق واضح ہے۔

ا:۔ اشتراکیت درجات معیشت سے بحث کرتے ہیں۔ اور یہ انسانیت کیساتھ ظلم ہے۔ کہ درجات میں تفاوت ہو۔ اور یہ نظام تکوین میں بحث ہے۔ جو سراسر قرآن اور حدیث کے خلاف اور سراسر نظام ظلم ہے۔ جبکہ اسلام: نظام تشریع سے بحث کرتا ہے۔ یعنی حق معیشت سب کو حاصل ہے۔ اس میں تفاوت صحیح نہیں۔ کیونکہ اسلام یہ درس دیتا ہے۔ کہ حق معاشرت میں مساوات ہو اور بنیادی ضروریات سب کو مہیا ہوں۔ ۲:۔ اسلام کے نظام میں باقاعدہ ملکیت ہے۔ اور مالک کے ملکیت میں بغیر اس کے اجازت کے تصرف جائز نہیں۔ جبکہ اشتراکی نظام میں ملکیت کی کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ جملہ سرمایہ حکومت کی ملکیت ہے۔ انفرادی ملکیت کی کوئی حیثیت نہیں۔ ۳:۔ اسلامی نظریہ کے حق معیشت کی مساوات کے اعتراف کے ساتھ بلحاظ معیشت اختلاف مدارج تسلیم کرتے ہوئے احتکار کو روکنا ہے۔ جبکہ اشتراکی نظریہ بلحاظ معیشت اختلاف درجات کا انکار کرتا ہے۔ اور معاشی لحاظ سے سوسائٹی میں مساوات کو تسلیم کرتا ہے۔ ۴:۔ اسلامی نظریہ کے تحت ذاتی ملکیت کی وجہ سے باقاعدہ تقسیم میراث اور وصیت کا قانون موجود ہے۔ جبکہ اشتراکی نظریہ کے تحت چونکہ ذاتی ملکیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے جملہ سامان میت کا وارث حکومت ہے۔ اور سب کچھ جو ہے۔ وہ حکومت کے فنڈ میں جمع ہوگا۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس صاحب خلاصہ بیان فرماتے ہیں۔

چنانچہ اشتراکی نظریہ کے تحت دنیا کا خلاصہ دو چیزیں ہیں۔ (۱) زن (۲) زر یعنی مال، دولت اور عورتیں۔ اشتراکی مذہب میں نہ مال کسی کے لئے مخصوص ہے۔ اور نہ ہی عورت کسی کے لئے مخصوص ہے۔ ان کے نزدیک شُمس اور انفرادی ملکیت ایک لغو چیز ہے۔ ملک میں جو کچھ ہے۔ وہ حکومت کی ملک ہے۔ کوئی شخص انفرادی طور پر کسی چیز کا مالک نہیں (نعوذ باللہ) ہر چیز کی مالک حقیقی خداوند کریم کے بجائے

حکومت ہے۔ملک میں جس قدر وسائل اور آمدنی ہے۔حتیٰ الوسع اس کو شخصی ملکیت سے نکال کر قومی ملکیت میں لے لیا جائے۔ملک میں جس قدر غلہ پیدا ہو، وہ سب حکومت کی ملک ہے۔خوب سمجھ لو، کہ غلام کا معنی بھی یہی ہے۔کہ وہ کسی چیز کا مالک نہ ہو، اور ساری عمر حکومت کا مزدور اور بے روزگار بنا رہے۔عورت کے بارے میں ہے۔کہ، ملک کی تمام عورتیں تمام مردوں کے لئے ہیں۔اور عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہے۔کہ جس کو چاہے ھبہ کردے۔اور عورت آزاد ہے۔جس مرد سے چاہے، تعلق قائم کرے۔اول تو نکاح ضروری نہیں۔اور اگر نکاح کر بھی لیا تو شوہر کو یہ حق نہیں۔کہ وہ عورت کو اس کے دوستوں کی ملاقات سے منع کر سکے۔اس تفصیل سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔کہ سوشلزم کا نعرہ مساوات محض اسلام دشمنی پر مبنی ہے۔اور یہی وجہ ہے۔کہ اسلام نے آمدنی کے اس فطری تفاوت کا انکار کر کے کبھی مکمل یعنی درجات میں تفاوت ختم کرنے کا معاشی مساوات قائم کرنے کا اعلان نہیں کیا۔ہاں اس فطری تفاوت کو معقول ،منصفانہ اور فطری حدود میں رکھنے کے لئے ایسے اقدامات کئے ہیں۔کہ جن کے ذریعے یہ تفاوت ظالمانہ، سرمایہ داری کی شکل اختیار کر کے کسی فریق پر ظلم نہ بن پائے۔اور بنیادی معاشی ضروریات میں مساوات کو لازمی قرار دیا ہے۔اس لئے لازمی ہے۔کہ بنیادی ضروریات کی وضاحت ہو جائے۔(کتاب۔اسلام اور اشتراکیت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب ص ۷ مکتبہ میر امینشن نابھہ روڈ لاہور)

☆فصل ثانی☆

☆حاجات اصلیہ کا تعین:۔

اسلام اس بات کی وضاحت اور صریح الفاظ میں فرماتا ہے، کہ تمام انسان بحیثیت انسان کے پیدائشی طور پر برابر ہیں، رنگ، نسل، وطن اور زبان وغیرہ کی وجہ سے کسی انسان کو پیدائشی لحاظ سے دوسرے کسی انسان پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں۔شاہ کا بچہ ہو یا گدا کا، امیر کا بچہ ہو یا فقیر کا، عالم کا بچہ ہو یا جاہل کا نیک کا بچہ ہو یا بد کا، مومن کا بچہ ہو یا کافر کا، سفید فام ہو یا سیاہ فام سامی نسل ہو یا اریائی کا، عرب سے تعلق رکھتا ہو، یا عجم سے، غرض کسی بھی قوم، قبیلے اور خاندان سے اس کا رشتہ ہو۔اسلام کے نزدیک پیدائشی طور پر وہ برابر اور مساوی ہوتے ہیں۔برابر، مساوی ہونے کا مطلب یہ ہے۔کہ ایک انسان انسانیت کے بنیاد پر جن بنیادی قدرتی حقوق کا مستحق ہوتا ہے۔ہر دوسرا انسان بھی برابری کیساتھ ان بنیادی حقوق کا مستحق ہوتا ہے۔گویا وہ سب انسان، بنیادی انسانی حقوق میں برابر کے شریک ہوتے ہیں، اور ان میں کسی کو کسی پر کوئی ترجیح نہیں ہوتی۔ان بنیادی حقوق یا بالفاظ دیگر حاجات اصلیہ میں سے پہلا حق، ہر انسان کا اپنی طبعی عمر تک امن واطمینان کے ساتھ رہنے کا ہے۔دوسرا آزادی یعنی عاقل بالغ انسان کا اپنے ذاتی امور و معاملات اپنی ازادمرضی سے خود طے کرنے کا حق ہے۔تیسرا ذاتی ملکیت کا حق ہے۔جو جائز اور صحیح طریقوں سے وجود میں آیا ہو، اور چھوتھا قانونی مساوات کا حق ہے۔ان بنیادی انسانی حقوق میں معاشرے کے سب افراد برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔

شرح شرعۃ الاسلام میں سید علی زادہ حنفی فرماتے ہیں: ولا یدع فقیرا فی ولا یۃ الا اعطاہ ولا مدیو نا الا قضیٰ عنہ دینہ

ولا ضعیفاالا اعانہ ،ولا مظلوماًالا نصرہ ۔ولا ظالماًالا منعه عن الظلم ولا عارياًالا كساه كسوة (شرح شرعۃ الاسلام مصنف سید علی زادہ حنفی بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام ص ۱۴۴،حوالہ سابق نمبر ۳۶ ترجمہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)

ترجمہ:۔اور امام اپنی ولایت (مملکت) کے اندر کسی فقیر کو فقیر نہ رہنے دے،اور نہ ہی قرض دار کو قرض دار رہنے دے،اور نہ کسی کمزور کو بے روزگار رہنے دے،اور نہ کسی مظلوم کو دادرسی سے محروم کرے،اور نہ کسی ظالم کو ظلم کرنے دے۔اور ہر ننگے کو لباس مہیا کرے۔

مولانا نور محمد اعظمی صاحبؒ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔کہ جو لوگ اپنی انتہائی کوشش کے باوجود اپنے حوائج اصلیہ :یعنی کھانے کی روٹی، پہننے کی کپڑے،اور رہائش کے مکان کے انتظام کرنے سے عاجز رہ گئے ہوں۔ان کا یہ انتظام کر دینا حکومت پر واجب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔انما الصدقات للفقر آءِ والمساكين والعاملين عليهاو المو الفة قلوبهم وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم ہ (سورۃ التوبہ ایت نمبر ۶۰)

حضرت شاہ عبد القادرؒ ترجمہ فرماتے ہیں۔ زکواۃ جو ہے۔تو حق ہے،مفلسوں کا اور محتاجوں کا،اور اس کام جانے والوں کا،اور جن کا دل پرچاتا ہے،اور گردن چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں،اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور راہ کے مسافروں کی ٹھہرادیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے،حکمت والا،(ترجمہ حضرت شاہ عبد القادرؒ تفسیر شاہ صاحب۔التوفی ۱۳۸۲ھ ا کتب) سورۃ الحشر میں ارشاد خداوندی ہے:"مآ افآ ءَ اللّٰه علىٰ رسوله من اهل القرىٰ فلِلّٰه وللرسول ولذى القربىٰ واليتمىٰ والمسٰكين وابن السبيل كى لا يكون دولة ' بين الا غنياءِ منكم (سوره الحشر ايت نمبر ۶)

تفسیر ابن کثیرؒ اردو، ترجمہ فرماتے ہیں:"جو مال بستیوں والوں کا اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول ﷺ کے ہاتھ لگائے۔وہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔اور رسول ﷺ کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھوں میں ہی یہ مال بھی نہ رہ جائے۔

(تفسیر ابن کثیر اردو، جلد ۵ ص ۲۰ نور محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضرت عمرؓ نے جو حاجات اصلیہ اپنے لئے بیت المال سے مقرر کئے:جمع عمر المسلمين لاول عهد ه وقال مايحل للوالى من هذا المال فقالوا جميعا اماالخاصة فقوته وقوت عياله لاوكس ولا شطط وكسو تهم وكسوة للشتاءِ والصيف ودابتان الى جهاده وحوائجه وصلوٰته وحجه و عمرته والقسم با لسويه (الاسلام والحضارۃ العربیہ ج ۲ ص ۱۲۸ بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام ص ۱۰۰) ترجمہ:۔"حضرت عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا!خلیفہ کے لئے اس (بیت المال) سے کس قدر لینا حلال ہے۔سب نے باتفاق کہا،اس کو صرف اپنی ضروریات اور اپنے عیال کی ضروریات کے لئے قوت لایموت لینا چاہئے،جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہ ہونے پائے،اور اپنے لئے اور عیال کے لئے سردی اور گرمی کے کپڑے اور جہاد،روزانہ کی

ضروریات، نماز، حج اور عمرہ کے لئے دوسواری کے جانور اور مال غنیمت وغیرہ میں سب مسلمانوں کے برابر اس کا حصہ ہے۔ اور بس''(مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ حوالہ سابق نمبر۳۶ص۱۰۰)

ایک یتیم کے لئے یہی ضروریات دیے جاتے:

''قال عمرانما انا و مالکم مولی الیتیم ان استعففت و ان افتقرت اکلت بالمعروف''(الاسلام والحضارة العربیہ ج۲ص۱۲۸ بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام ص۱۰۵) ترجمہ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھ کو تمہارے مال بیت المال میں اتنا ہی حق ہے۔ جس قدر کے یتیم کے ولی کو یتیم کے مال میں اگر میں رفاہیت میں ہونگا، تو کچھ نہ لوں گا، اور اگر حاجت مند ہوں گا، تو دستور کے مطابق کھانے کے لئے لوں گا،(ترجمہ اسلام کا اقتصادی نظام ص۱۰۵ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ) ان کے علاوہ روایات میں انسان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے، کہ ہر انسان کے لئے رزق اور سامان معاش کا انتظام ہو، اور متعدد قولی احادیث ملتی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ بنیادی معاشی ضروریات ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ جو ہر حال میں ہر انسان کو مہیا کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔

جامع الترمذی میں روایت ہے:۔''عن عثمان بن عفانؓ ان النبی ﷺ قال:لیس لا بن ادم حق فی سوی ھذہ الخصال بیت یَسکنه و ثوب یواری عورته و جلف الخبز و الماء'' (جامع الترمذی جلد۲ص۵۷ امام(۲۷۹)ترمذیؒ باب الزھد فی الدنیا میر محمد کتب خانہ)(معیشت النبی بحوالہ سیرت رسول اور معاشی مساوات ص۱۲)

ترجمہ''حضرت عثمان غنیؓ سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ آدمی کے لئے حق نہیں سوائے تین چیزوں کے، ایک گھر جو اسے چھپائے اور حفاظت دے، دوم لباس جو اس کے سر کو ڈھانپے، سوم کسی شکل میں روٹی، پانی''(مولانا محمد طاسین صاحب سیرت رسول اور معاشی مساوات)۔ اس حدیث میں خوراک لباس اور مکان کو ہر انسان کا بنیادی حق بنالیا گیا ہے۔ جس کا ایک اسلامی معاشرہ میں فرد کے لئے انتظام اور تحفظ ضرور ہونا چاہئے، اسی وجہ سے ایک حدیث نبویؐ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ جس بستی میں ایک آدمی معاشی ضروریات کے محرومی کی وجہ سے مرجائے، وہ پوری بستی گنہگار ٹھہرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ضرور باز پرس کریگا۔ اور یہی وجہ ہے، کہ آیات مبارکہ اور احادیث نبویہ میں غرباء وفقراء کو کھلانے کا بہت زیادہ ترغیب اور عمل نہ کرنے پر وعید سامنے آتا ہے۔

☆فقراء کے ساتھ تعاون کرنے کے اسلامی تعلیمات:۔

قرآن مجید میں بنیادی حقوق انسانوں تک پہنچانے کے لئے واضح اور صریح انداز میں بیان فرمایا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔''وَاٰتِ ذالقربیٰ حقه والمسکین و ابن السبیل'' (سورہ بنی اسرائیل ایت ۳ ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ) ترجمہ:۔ اور قرابت والے اور مسکین اور مسافروں کو اُن کا حق دو۔

سورہ اعراف میں ارشاد خداوندی ہے:۔''وَ اٰتوا حقه و المسکین و ابن السبیل'' (سورہ اعراف ایت ۱۷ ترجمہ: مفتی محمد شفیع

صاحبؒ) ترجمہ:۔اور کھیتی کٹنے کے وقت اس کا حق ادا کرو،

امام شعبیؒ تشریح فرماتے ہیں، کہ یہ "حق" زکوٰۃ مفروضہ (عشر) کے علاوہ ہے۔:(امام شعبیؒ بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام ص ۸۳ حوالہ سابق نمبر ۲۴)

سورہ بقرہ میں فرمان خداوند کریم ہے:۔"یسئلونك ما ذاینفقون قُل العفوَ" ترجمہ:"اے محمدؐ آپ سے پوچھتے ہیں، کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے کہ حاجت سے زائد مال" (سورہ البقرایت ۲۷ ترجمہ مولانا عبدالحق صاحبؒ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:" لو شئنا لشبعنا ولکنہٗ یو ثر علیٰ نفسہ" ترجمہ اگر ہم چاہتے تو خوب سیر ہو کر کھا سکتے تھے۔لیکن رسول اللہؐ خود پر دوسرں یعنی دوسرے بھوکوں کو خود پر ترجیح دیتے تھے۔مطلب یہ ہے۔کہ آپ ﷺ کی یہ فقر وفاقہ کی زندگی اضطراری نہیں، اختیاری تھی۔(جامع ترمذی امام ترمذیؒ باب معیشۃ النبیؐ بحوالہ سیرت رسول اور معاشی مساوات مولانا محمد طاسین صاحب)

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے:اما واللّٰہ لئن بقیت لا زامل اھل العراق لا دعنھن لا یفتقرون اِلیٰ امیر بعدی الخ۔ ترجمہ:۔معلوم رہے، بخدا اگر میں زندہ رہ گیا۔تو اہل عراق کی بیواؤں کو ایسا کر چھوڑوں گا کہ میرے بعد کسی امیر کی محتاج نہ رہے (کتاب الخراج ص ۳۷ بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام ص ۱۶۶)۔مطلب یہ ہے۔کہ اسلامی نظام میں غربت کے خاتمے اور بنیادی انسانی حقوق سب تک پہنچانے کا قوی انتظام موجود ہے۔اگر اب بھی اسلامی نظام کا مکمل نفاذ ہو، تو بطریق احسن غریب خوشحال بن سکتا ہے۔اور صرف یہ نہیں کہ سب لوگ بیت المال کے لئے بیٹھے رہیں۔بلکہ جو کہ معاش کر سکتا ہو، اس کے لئے کافی ترغیبات اور فضائل شریعت اسلام کے اندر موجود ہیں۔

☆کسب معاش کی اہمیت:

اسلام یہی درس دیتا ہے۔کہ ہر انسان کو اپنی استعداد کے مطابق معیشت کے لئے جدوجہد کرنا ضروری ہے۔دنیا میدان ہے۔عمل کا، اور یہاں خاموش بیٹھنا موت کے مترادف ہے۔

سورہ جمعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:"فاذاقضیت الصلوۃفانتشرو وا فی الا رض وابتغوامن فضلِ اللّٰہ۔"(سورہ جمعہ ایت نمبر ۲ ترجمہ مولانا محمود الحسنؒ، تفسیر عثمانی) ترجمہ:"پس جب نماز پوری ہو جائے، تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے فضل (رزق) کو تلاش کرو"

سورہ مزمل میں فرمان رب کریم ہے:۔وا خرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللّٰہ' ترجمہ:۔"اور کتنے اور لوگ ہیں۔جو پھرتے ہیں، ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل (روزی) کو تلاش کرتے"۔(سورہ مزمل ایت ۲ ترجمہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ) اور بھی کافی آیات کریمہ میں اس بات کی تفصیل وضاحت موجود ہے، اور احادیث کریمہ میں ہے: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔"طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" ترجمہ:"حلال معیشت کا طلب کرنا اللہ تعالیٰ کے فریضہ عبادت کے بعد (سب سے بڑا) فریضہ ہے۔"(کنز العمال حدیث نمبر ۹۲۲۸ جلد ۲ دار الکتب العلمیہ) (مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ اسلام کا اقتصادی نظام بحوالہ سابق نمبر ۳۶)

کنز العمال میں ہے۔کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"اذا صلیتم الفجر فلاتنو موا عن طلب ارزاقکم" ترجمہ جب تم فجر کی

نماز پڑھ لوتو اپنے رزق کی جدوجہد کے بغیر نیند (آرام) کا نام نہ لو" (اسلام کا اقتصادی نظام ص ۷۰ حوالہ سابق نمبر ۳۶) (کنز العمال حدیث نمبر ۹۲۹۵ حوالہ سابق نمبر ۸۳)

حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں: "لا یقعد احد کم عن طلب الرزق" ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص بھی رزق کی جدوجہد میں پست ہو کر نہ بیٹھ جائے" (مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ حوالہ سابق نمبر ۳۶) (احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۷ بحوالہ مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ حوالہ سابق نمبر ۳) ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلام کس قدر عظیم الشان طریقے سے رزق کمانے کی ترغیب دیتا ہے۔

☆قدرتی اشیاء کی ابتدائی ملکیت کا اسلامی تصور:۔

کائنات ارضی میں جمادات، نباتات اور حیوانات وغیرہ کی شکل میں جتنی اشیاء ہیں، تمام انسانوں کی نفع رسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لہٰذا ان سے نفع حاصل کرنے کا حق ہر انسان کو قدرتی طور پر حاصل ہے۔ اور چونکہ یہ حق ہر انسان کو محض بحیثیت انسان کے عطیہ الٰہی کے طور پر مفت حاصل ہے۔ لہٰذا اس بلا تخصیص و امتیاز میں سب انسان برابر کے شریک ہیں۔

سورہ العبس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ "فلینظر الا نسان الیٰ طعامہٖ۔فا نبتنا فیھا حباًو عنباًو قضباً۔وزیتو ناًو نخلاً۔وحد آئِقَ غلباً۔ وّفاکھۃً وّاَبّاً۔مَتا عاً لکم ولِا نعاٰمکم" (سورہ عبس ایت ۲۴ تا ۳۱) ترجمہ: شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ ترجمہ میں فرماتے ہیں: اب دیکھ لے آدمی اپنے کھانے کو، کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ہوا پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر پھر اُگایا اس میں اناج اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھن کے باغ اور میوہ اور گھاس کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے (ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حوالہ سابق نمبر ۳۷) اور دوسرے ایت فرمان باری تعالیٰ اس سے واضح الفاظ میں بیان ہے۔ کہ سورہ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ھوالذی انزل من السماء ماءً لکم مِنہ شراب ومنہ شجرفیہ تسیمون ۔ینبت لکم بہ الزرعَ و الزیتون و النخیل والا عناب ومن کل الثمرات ان فی ذٰلک لایۃ لقوم یتفکرون۔ ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے تمہارے انتفاع کی خاطر آسمان سے پانی برسایا، اس میں سے تم پیتے بھی ہو، اور اس سے درخت بھی اُگتے اور سیراب ہوتے ہیں۔ جن میں مویشیوں کو چراتے ہو، اور اللہ تعالیٰ اس پانی کے ذریعے تمہارے فائدے کے لئے اگاتا ہے۔ کھیتیاں، زیتون، کھجور، انگور اور دیگر ہر قسم کے پھل، میوے۔ اس میں البتہ نشانی ہے۔ ان لوگوں کو جو غور کرتے ہیں۔ (سورہ النحل آیت ۹، ۱۰ ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ۔) ان ایات میں بلا کسی تخصیص و امتیاز خطاب عام بنی نوع انسان سے ہے۔ کسی خاص رنگ، نسل، جنس، وطن اور زبان سے تعلق رکھنے والوں انسانوں سے نہیں بلکہ ہر رنگ و تہذیب و تمدن سے تعلق رکھنے والے سب انسانوں سے ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی چیزیں جن کا اسلامی نقطہ نظر سے کوئی مالک نہیں، وہ سب کے مشترک ہیں، اور جب قبضہ میں ہو جاتا ہے۔ تو اجتماعیت انفرادیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

کتاب الشرب ہدایہ میں ہے: "الا نتفاع بماء البحر کالا نتفاع بالشمس والقمر والھواء" (الھدایہ جلد ۴ صفحہ ۴۸۴ علی بن ابی

بکر التوفی ۵۹۳ مکتبہ شرکت علیہ) ترجمہ: سمندر، دریا کے پانی سے استفادہ کی نوعیت وہی ہے۔ جو آفتاب، مہتاب اور ہوا سے استفادہ کا حکم ہے، (یعنی ہر شخص کو اس سے استفادہ کا عام حق حاصل ہے۔) (ترجمہ اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ حوالہ سابق نمبر ۲۴) ابو داؤد شریف میں سرور کائنات ﷺ سے مروی ہے: "من سبق الیٰ مالم یسبق الیه مسلم فهو احق به" ترجمہ: "جس پر کسی مسلمان کا پہلے قبضہ نہ ہو، جو پہلی دفعہ قبضہ کرے گا۔ وہی اس کا زیادہ حق دار ہے" (ابوداود شریف جلد ۲ ص ۳۴۷ سلیمان بن الاشعث ابی داود (کتاب الشرب) سجستانی مکتبہ نور محمد کتب خانہ (ترجمہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ حوالہ سابق ۲۴) مطلب یہ ہے۔ کہ انسان کے فلاح و بہبود کے لئے اللہ تعالیٰ نے غیر ملکیت کی چیزیں جو اجتماعی ہیں۔ مفاد عامہ کے لئے جائز قرار دیے ہیں۔ اور ان چیزوں سے استفادہ حاصل کرنا سب کا برابر حق ہے۔ اور اس کو حق معیشت میں مساوات کا حق حاصل ہے۔ اور جب اس پر کوئی محنت کر کے تبدیلی لائے۔ تو وہ اسکی ملکیت بن جاتی ہے۔ پھر اس میں کسی کے لئے تصرف کی اجازت نہیں۔ اور غربت کے خاتمے کے لئے اسلام نے تقسیم دولت کا ایک بہترین نظام قائم کیا ہے۔

☆فصل ثالث☆

«اسلام کا نظام تقسیم دولت»

☆دولت اور ملکیت کی حقیقت:۔

قرآن مجید کی تصریح کے مطابق "دولت" خواہ کسی شکل میں ہو، اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور اصلاً اسی کی ملکیت ہے۔ انسان کو کسی چیز پر ملکیت کا جو حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے۔ اور اس کی عنایت ہے۔ ☆سورہ نور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "واتوهم من مال الله الذی اتا کم" (سورہ نور ایت نمبر ۳۳) ترجمہ:۔ "اور انہیں اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تم کو عطا کیا ہے۔" (ترجمہ مفتی محمد شفیعؒ حوالہ سابق نمبر ۳۷) اور اس کی وجہ تو صاف ظاہر ہے، انسان تو کم از کم اتنا کر سکتا ہے۔ کہ کھیلے زمین میں بیج ڈال دے۔ لیکن اس بیج کو کونپل اور کونپل کو درخت بنانا تو خداوند کریم ہی کا کام ہے۔ اور اسی نے انسان کو اس میں تصرف کرنے کا حق عطاء کیا ہے۔ اس لئے اسی کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ اس دولت پر انسان کے تصرفات کو اپنی مرضی اور مصالح کا پابند بنائے۔

سورہ الواقعہ میں ارشاد خداوند کریم ہے: "افرءیتم ما تحرثون ۔ءانتم تزرعونه ءام نحن الزارعون" (سورہ الواقعہ ایت نمبر ۶۳) ترجمہ:۔ دیکھو تو جو کچھ تم کاشت کرتے ہو، کیا تم اسے اُگاتے ہو یا ہم ہیں اُگانے والے"۔ (ترجمہ۔ مولانا عبدالحق صاحب حوالہ نمبر)

سورہ یٰسن ایت ۷۱ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:۔ "اولم یرو انا خلقنا لهم مما عملت اید ینا انعاماً فهم لها ملکون" (سورہ یٰسن ایت نمبر ۷۱) ترجمہ:۔ "کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان کے لئے جانوروں کو اپنے ہاتھ سے بنا کر پیدا کیا، پھر یہی لوگ اُن کے مالک بن رہے ہیں"۔ (ترجمہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ حوالہ سابق نمبر ۳۴) ان ایات کریمہ سے اس بنیادی نکتے کی صحیح وضاحت ہوتی

ہے۔کہ دولت خواہ کسی شکل میں ہو، اصلاً اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور اُسی کی ملکیت ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ جس کو عطا کرتا ہے۔ وہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔ایت نمبر ۷۱ سورہ یٰسن میں جہاں یہ بھی بتلایا گیا ہے۔کہ ہر چیز کا اصل خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ وہاں اس ایت میں "ھم لھا مالکون "فرما کر اللہ تعالیٰ کے عطاء کے ساتھ انسان کی انفرادی ملکیت کو بھی واضح طور پر قائم کردیا ہے۔ مگر یہ ملکیت آزاد اور بے لگام نہیں ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ حدود اور قیود مقرر ہیں۔جس جگہ وہ اس دولت کو خرچ کرنے کا حکم دے، وہاں اس کے لئے خرچ کرنا ضروری ہے۔اور جہاں خرچ کی ممانعت کردے، وہاں رک جانا لازمی اور ضروری ہے

☆تقسیم دولت کے اسلامی مقاصد:

تقسیم دولت کا سب سے پہلا مقصد یہ ہے۔کہ اس کے ذریعے دنیا میں معیشت کا ایک ایسا نظام نافذ کیا جائے، جو فطری اور قابل عمل ہو ،اور جس میں ہر انسان پر جبر وتشدد کے بجائے قدرتی طور پر اپنی لیاقت، اپنی استعداد اپنے پسند کے مطابق خدمات انجام دے، تاکہ ٹھیک خدمت کر سکے اس بات کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔"لحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحيٰوةِ الد نیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجٰت ليتخذ بعضهم بعضًا سخرياً ورحمت ربك خير مما يجمعون۔(سورہ الزخرف آیت نمبر ۳۲) ترجمہ:۔"ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت کو دنیوی زندگی میں تقسیم کیا ہے۔اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کے اعتبار سے فوقیت دی ہے، تاکہ ان میں سے ایک دوسرے سے کام لے سکے۔"(ترجمہ ایت نمبر ۳۲ سورہ الزخرف مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

☆ب۔حقدار کو اس کا حق پہنچانا:۔

اسلام دولت کو اس طرح تقسیم کرنا چاہتا ہے۔کہ اس سے تمام عوامل پیدائش کو ان کے عمل کا حصہ بھی پہنچ جائے ،اور اس کے بعد ان لوگوں کو بھی حصہ مل جائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستحق دولت قرار دیا ہے۔جیسے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم"(سورہ المعارج آیت نمبر ۲۴،۲۵) ترجمہ:۔"ان کے اموال میں سائل اور محروم کا ایک معین حق ہے۔"(ترجمہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ حوالہ سابق نمبر ۳۴) مطلب یہ ہے۔کہ دیگر نظام ہائے معیشت کی طرح صرف عامل کا حق نہیں، بلکہ اصلاً اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔اور اس ذات اقدس نے فقراء و مساکین اور معاشرے کے نادار اور بے کس افراد کو بھی دولت کے حق دار ٹھہرائے ہیں۔اور قرآنی تصریحات کے مطابق یہ مفلسوں اور ناداروں پر ان کی کوئی احسان نہیں، بلکہ فی الواقع دولت کے مستحق ہیں۔

ج۔سرمایہ دارانہ نظام کی بیخ کنی:

اسلام کا طرز عمل یہ ہے۔کہ دولت کے جو اولین ماخذ ہیں۔اس میں معاشرے کے ہر فرد کو ان سے استفادے کا مساوی حق دیا ہے۔کانیں، جنگل، غیر مملوک بنجر زمینیں، پانی کا شتکار، خودرو گھاس دریا اور سمندر، مال غنیمت وغیرہ یہ تمام دولت پیدا کرنے کے بنیادی

ذرائع میں سے ہیں۔اوران میں ہرفرد کو یہ اختیار دیا گیا ہے۔کہ وہ ان سے اپنے کسب وعمل کے مطابق فائدہ اٹھائے۔اوراس پر کسی کی اجارہ داری قائم نہیں سورہ الحشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:''کی لایکون دولة الا غنیآ ءِ منکم"(سورہ الحشرایت نمبر۷)
ترجمہ:۔تا کہ یہ(دولت)تم میں سے(صرف)مالداروں کے درمیان دائر ہوکر نہ رہ جائے''
مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کا شان نزول بیا فرماتے ہیں۔کہ:''واضح رہے،کہ یہ آیت مال غنیمت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔کہ وہ بھی حصول دولت کے اولین مآخذ میں سے ہے۔(ترجمہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ،حوالہ سابق نمبر۳۷)

☆د۔غیراسلامی نظریہ مساوات کا تجزیہ:۔

اسلام نے ان مقامات پر جہاں انسانی عمل کی ضرورت پیش آتی ہے،اور کوئی شخص اپنے کسب وعمل سے کوئی دولت حاصل کرتا ہے۔تو وہاں اس کے کسب وعمل کا احترام کر کے اس کی ملکیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔اورارشادخداوندی ہے۔کہ
''نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیٰوة الدنیا ور فعنا بعضهم فوق بعض درجٰت لیتخذ بعضهم بعضاًسخریاً'' (سورہ الزخرف ایت نمبر۳۲) ترجمہ:۔ہم نے ان کے درمیان ان کی دولت کو تقسیم کیا ہے۔اوران میں سے بعض کو بعض پر درجات کی فوقیت دی ہے۔تا کہ ایک دوسرے سے کام لے سکے۔(ترجمہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ حوالہ سابق نمبر۳۴) لیکن درجات کے اس فرق کے باوجود کچھ ایسے احکام دیے گئے ہیں،کہ یہ فرق اسی قدر ہے۔جتنا ایک قابل عمل نظام معیشت کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ایسا نہ کہ دولت کا ذخیرہ صرف چند ہاتھوں میں سمٹا رہے۔اور ایسا بھی نہ ہو،کہ ملکیت کو مکمل طور پر ختم کر دی جائے بلکہ بنیادی حقوق سب کو مہیا ہوں،جس کے لئے اسلام نے بہترین انتظام فرما کر اسلام غرباء اور فقراء کو یہ حکم دیتا ہے۔کہ وہ کم محنت اور مزدوری سے روزی کمائے اور حلال طریقے سے جو مال ومنال کر سکتے ہو وہ کرلو مگر کسی دولت مند کے مال ودولت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو،اللہ تعالیٰ نے تم کو جو دیا ہے۔اس پر قناعت کرلو،اوراپنے سے کمتر پر نظر رکھو اور شکر کرو،اور بالا اور برتر پر نظر نہ کرو،مبادا رشک وحسد میں مبتلا ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے کسی کو امیر بنا یا،اور کسی کو فقیر بنایا،کسی کو تندرست اور کسی کو بیمار،کسی کو خوبصورت اور کسی کو بدصورت،کسی کو عالم اور عاقل بنایا اور کسی کو احمق اور جاہل بنایا۔یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔یہ اختلاف اور تفاوت من جانب اللہ ہے۔اور تمہارے اختیار سے باہر ہے۔اس میں اسی کی حکمت پوشیدہ ہے۔جتنا تمہارے اختیار میں ہے۔وہ کرو،اور جو تمہارے اختیار سے باہر ہے۔اس کی فکر چھوڑ دو۔اشتراکی نظریہ میں صرف مال اوررزق تو نعمت ہے۔اوراسلام کی نظر میں علم اور عقل اور صحت وعافیت اور حسن وجمال اوراخلاق فاضلہ اوراعمال صالحہ مال سے بڑھ کر نعمت ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی نعمت دی اور کسی کو کوئی،اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔کہ جس کو جو نعمت دی اس کا شکر کرے اور دوسرے کی نعمت پر کوئی حسد نہ کرے اور فرمایا:''ولا تتمنوا ما فضل اللّٰه به بعضکم علیٰ بعض۔''(سورہ النساء ایت نمبر۳۲)

ترجمہ:۔اور ہوس مت کرو جس چیز پر بڑائی دی اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک پر اور اس بنیاد پر اسلام نے یہی کوشش کی ہے۔ کہ دولت کو معاشرے میں گردش دی جائے اور اس کے درج ذیل اقدامات کے ہیں۔

☆**تقسیم دولت کے ثانوی مدات**:۔اسلام نے اس میدان میں جو اقدامات کئے ہیں۔ اگر ان پر مکمل عمل ہو جائے تو کوئی غریب غریب نہیں رہ سکتا، اس میں مقدم نمبر پر زکواۃ ہے۔

☆زکوۃ:۔

قرآن کریم نے بے شمار مقامات پر اس فریضے کو "نماز" کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ہر وہ شخص جو سونے، چاندی، مویشی اور مال تجارت کا مقدار نصاب کی حد تک مالک ہو، اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ سال کے گزر جانے پر اپنی مملوکات کا ایک حصہ دوسرے ضرورت مندوں پر صرف کرے، اور جو شخص اس فریضے کو ادا نہ کرے اس کے لئے قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے۔ کہ" والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقو نھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ہ یو م یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وظھورھم ھذا ما کنز تم لا نفسکم فذو قو ا ما کنتم تکنزون ہ" (سورہ التوبہ ایت نمبر ۳۴، ۳۵) ترجمہ:۔ جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر رکھتے ہیں۔ اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو آپ دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ جس دن اس (دولت) کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو داغا جائے گا۔ یہ وہ مال ہے۔ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، چکھو جسے تم جمع کیا کرتے تھے، چکھو جسے تم اپنے لئے جمع کیا کرتے تھے۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ حوالہ سابق نمبر ایت ۳۴، ۳۵ سورہ التوبہ) پھر اس کو زکوۃ کی ادائیگی کے لئے قرآن کریم نے آٹھ مصارف خود مقرر فرما دیے ہیں۔ تا کہ دولت کی زیادہ سے زیادہ گردش کا دروازہ کھول دیا جائے۔ اور اس میں وجہ استحقاق قدرے مشترک ہے۔ کہ ناداری اور افلاس کو اس مد کی وجہ سے ختم کر دی جائے۔ اور بنیادی حقوق یعنی حاجات اصلیہ سارے انسانوں تک پہنچ جائے۔

☆عشر:۔

یہ در حقیقت زمینی پیداوار کی "زکوٰۃ" ہے۔ لیکن چونکہ اس پیداوار میں انسانی محنت کا دخل نسبۃً کم ہوتا ہے، اس لئے اس کی شرح ۲۔۵ فیصد کے بجائے۔ ۱۰ فیصد رکھی گئی ہے۔ "عشر" صرف ان زمینوں کی پیداوار پر واجب ہوتا ہے۔ جو فقہی تفصیلات کے مطابق عشری ہوں۔ اور اس کو زکوٰۃ ہی کے مصارف پر خرچ کیا جاتا ہے۔

☆ کفارات:۔

معاشرہ کے کمزور افراد تک دولت پہنچانے کا ایک مستقل راستہ اسلام نے کفارات کے ذریعہ مقرر کیا ہے، کوئی شخص بلا عذر رمضان کا روزہ

توڑ دے، یا کسی مسلمان کو بلا عمد قتل کردے، یا اپنے بیوی سے ظہار کرلے۔ یا قسم کھا کر اسے توڑ دے۔ تو بعض صورتوں میں لازمی اور بعض صورتوں میں اختیاری طور پر اسے حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے مال کا حصہ ناداروں پر خرچ کرے، یہ نقد روپیہ کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے۔ اور کھانے کپڑے کی صورت میں بھی۔

☆ صدقۃ الفطر:۔

ایسے لوگ جو صاحب نصاب ہو ان کے لئے عید الفطر کے موقع پر لازم کیا گیا ہے۔ کہ نماز عید کو جانے سے پہلے فی کس پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت مفلسوں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کریں، اور یہ رقم نہ صرف اپنے طرف سے بلکہ اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی نکالی جاتی ہے۔ اور اس کے لئے مقدار نصاب کا ''نامی'' ہونا یا اس پر پورا سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے، لہٰذا اس فریضہ کا دائرہ ''زکوٰۃ سے بھی زیادہ وسیع ہوجاتا ہے۔ اور اس کے ذریعے خاص طور سے ایک اجتماعی موقع پر زیادہ سے زیادہ مساوات پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس طرح اسلام نے رشتہ داروں کے لئے خصوصی اقدامات کئے ہیں۔

☆ نفقات:۔ اسلام نے ہر انسان پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے، کہ وہ اپنے خاص خاص رشتہ داروں کی معاشی کفالت کرے، پھر ان میں سے تو بعض وہ ہیں۔ جن کی کفالت بہر صورت واجب ہے۔ خواہ انسان تنگدست ہو یا خوشحال مثلاً بیوی، اولاد وغیرہ اور بعض وہ ہیں جن کی کفالت کی ذمہ داری وسعت کے ساتھ مشروط ہے، ایسے رشتہ داروں کی ایک طویل فہرست اسلامی فقہ میں موجود ہے۔ اس کے ذریعے خاندان کی اپاہج، کمزور افراد کی معاشی کفالت کا بڑا اچھا نظام بنایا گیا ہے۔

☆ وراثت:۔

اسلام قرابت کے لحاظ سے وارثوں کی ایک طویل فہرست رکھتی ہے۔ جس کی وجہ سے متروکہ دولت زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلتی ہے۔ اور اپنے رشتہ داروں میں تقسیم ہونا مالک سرمایہ کی فطری خواہش کے تحت ہے۔ ہاں متوفی کو یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ وارثوں کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے وصیت کرجائیں۔ اس سے بھی دولت کے پھیلاؤ میں مدد ملتی ہے، اور تقسیم وراثت سے قبل دولت کا ایک حصہ وصیت پر صرف ہوجاتا ہے۔

☆ خراج وجزیہ:۔ خراج ایک قسم کا زمینی لگان ہے، جو صرف ان زمینوں پر عائد کیا جاتا ہے۔ جس کو فقہی تعلیمات میں خراجی زمین کہتے ہیں، اور اس کو حکومت بنیادی حقوق پہنچانے میں صرف کرسکتی ہے۔ اور جزیہ دو قسم پر ہے۔ ایک تو ان غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ جو اسلامی حکومت کے باشندے ہوں۔ اور حکومت نے ان کے جان و مال اور ابرو کی حفاظت کا ذمہ لیا ہو، دوسرے ان غیر مسلم ممالک سے بھی جزیہ وصول کیا جاسکتا ہے۔ جن کے جزیہ کی آدائیگی پر صلح ہوئی ہو، یہ رقم بھی حکومت کے اجتماعی مقاصد میں صرف ہوتی ہے۔

☆فقراء اور مساکین کا تعین:۔

شریعت اسلام نے تندرست وتوانا آدمی کو بجز مخصوص حالات کے سوال کرنے کا حق نہیں دیا۔اور قرآن مجید نے ''فقراء'' کی قابل تعریف صفت یہ بیان فرمائی ہے۔''لایسئلون الناس الحافا۔'' ترجمہ:۔یعنی لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے،اور اسلام نے ایسے شخص کے لئے جس کے پاس ایک دن کے گذارہ کا سامان موجود ہو،اس کے لئے سوال حرام کردیا۔اور اس طرح سوال کرنے کو حدیث میں ذلت قرار دیا۔اور جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال موجود ہو اس کے لئے بغیر سوال کے بھی زکوۃ لینا حرام کردیا گیا ہے۔اور دولتمندوں کو یہ حکم دیا گیا،کہ صدقات صرف اپنے جیب سے نکالنا کافی نہیں۔بلکہ مستحقین حاجت مند لوگوں کو تلاش کرنا اور اسے پہنچانا لازمی قرار دیا۔اور شریعت اسلامی نے محکمہ احتساب کے ذریعے بھی پیشہ ورانہ گداگری کے انسداد کا پروگرام بھی واضح کیا ہے۔ان احکام کے ذریعہ اسلام نے تقسیم دولت کا جو خوشگوار نظام قائم فرمایا ہے۔اس کے نتیجہ میں ہماری تاریخ میں ایسی مثالیں بھی ہیں۔کہ معاشرے میں صدقات کو قبول کرنے والا ڈھونڈے سے نہیں ملتا تھا۔اور اخیر میں مضمون کا خلاصہ لکھ کر اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

عصر جدید کے درپیش اہم مسائل کے اسلامی حل کے لئے دلچسپ علمی تحقیقات پر مشتمل

سہ ماہی ''المباحث الاسلامیہ''

سائنس وٹیکنالوجی کے تحقیقات وایجادات سے پیش آنے والے مسائل کا فقہی حل

امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں کا جواب اور ابہامات واشکالات کا بہترین ازالہ

میڈیکل سائنس کے تحقیق وتخلیق سے پیش آمدہ مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ

کتاب،سنت،اجماع،قیاس،اجتہاد اور علوم فقہ پر دلچسپ علمی تحریریں

ائمہ اربعہ اور بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہؒ اور فقہ حنفی کے امتیازی فقہی پہلو

اسلامی نظام وقوانین کی امتیازی خصوصیات اور دیگر نظاموں پر اس کی برتری۔

عصر جدید کے فتنوں کا بہترین تعاقب اور دفاع اسلام کی ایک تحریک

اسلامی فکر ونظر کے مختلف ضروری جہات پر علمی مضامین کی اشاعت

سود کے آلائشوں سے پاک اسلامی معیشت اور اسلامی بینکاری سے متعلق بہترین تحریریں

عالمی معیار کا اولین جامع علمی وتحقیقی اسلامی مجلہ باقاعدہ حوالہ جات کے ساتھ

قیمت فی شمارہ 55 روپے سالانہ چندہ 220 روپے

اس خالص دینی،علمی مجلہ کا خریدار بننا،اس کی اشاعت میں تعاون کرنا سب کا بنیادی دینی فریضہ ہے۔

امید ہے کہ اس علمی کام میں ہمارے ساتھ شریک ہوکر عنداللہ ماجور ہوں گے واللہ ولی التوفیق

بانی ونگران:مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ایم این اے)

برائے رابطہ:دفتر جدید فقہی تحقیقات،جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان سادات حافظ خیل ڈیرہ روڈ بنوں فون:0928-331353،فیکس:331355،

ای میل:almarkazulislami@maktoob.com